پیغامِ حج

خاندانی تشدد بل / عشرۂ ذی الحجہ

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور 0315-7374429

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ أَمَّا بعد

انسانی ذہن میں ہر وقت خیالات کے سلسلے جڑتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں، مختلف آرزوؤں کے گلشن آباد ہوتے اور اُجڑتے رہتے ہیں اور طرح طرح کی تمناؤں کی دنیا آباد اور ویران ہوتی رہتی ہے۔

انسان کی باتوں، اُس کے کاموں، اُس کی سیرت اور اُس کے کردار پر سوچوں، خیالات اور تمناؤں کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ جس شخص کو دوسروں کی ترقی پر افسوس ہوتا ہے، جسے ہر وقت دوسروں کو نیچا دکھانے کی فکر کھائے جاتی ہے، جو معمولی باتوں پر انتقام لینے کے لیے غصے کی آگ میں سُلگتا رہتا ہے، جسے دنیا کی لالچ ہر حلال و حرام ذریعہ سے دولت جمع کرنے کی فکر میں مبتلا رکھتی ہے، ایسا شخص ہر طرح کی سہولتوں اور آسائشوں کے باوجود بھی کبھی راحت نہیں پاسکتا۔ اس کے برعکس جو دوسروں کی خوشی پر خوش ہوتا ہے، جس کی عادت ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے سے اچھا سمجھتا ہے، جو دوسروں کی غلطیاں معاف کرنے اور اپنی غلطی پر معافی مانگ لینے کا عادی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے پر قناعت کی توفیق سے نوازا جاتا ہے، جسے سجدوں کی چاشنی اور تلاوتِ قرآن کی مٹھاس عطا ہوتی ہے، ایسا شخص روکھی سوکھی کھا کر بھی خوش رہتا ہے اور مسکینی کی زندگی میں بھی ایسی راحت پاتا ہے جو شاہوں کو تختِ شاہی پر بھی نصیب نہیں ہوسکتی۔

انسان کے دل میں آنے والی آرزوئیں اچھی ہوں تو نہ صرف اُس کی دنیوی زندگی پُر لُطف اور خوشگوار ہوجاتی ہے، بلکہ وہ اِن اچھی امیدوں اور تمناؤں پر بعض اوقات اتنا ثواب حاصل کرلیتا ہے جو بہت سے عمل کرنے والے بھی نہیں پاسکتے، جب کہ ذہن پر سوار آرزوئیں بُری ہوں تو نہ صرف زندگی اجیرن ہوجاتی ہے، بلکہ بعض اوقات یہ بری تمنائیں اُسے آخرت کی تباہی تک بھی لے جاتی ہیں۔

سیدنا ابو کبشہ اَنماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ رحمت ﷺ سے روایت کیا: إِنَّمَا الدُّنۡيَا لِأَرۡبَعَةِ نَفَرٍ: 1) عَبۡدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلۡمًا فَهُوَ يَتَّقِيۡ فِيۡهِ رَبَّهٗ، وَيَصِلُ فِيۡهِ رَحِمَهٗ، وَيَعۡلَمُ لِلّٰهِ فِيۡهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِأَفۡضَلِ الۡمَنَازِلِ۔ 2) وَعَبۡدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلۡمًا وَلَمۡ يَرۡزُقۡهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ يَقُوۡلُ: لَوۡ أَنَّ لِيۡ مَالًا لَعَمِلۡتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَأَجۡرُهُمَا سَوَاءٌ۔ 3) وَعَبۡدٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمۡ يَرۡزُقۡهُ عِلۡمًا، فَهُوَ يَخۡبِطُ فِيۡ مَالِهٖ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ لَا يَتَّقِيۡ فِيۡهِ رَبَّهٗ، وَلَا يَصِلُ فِيۡهِ رَحِمَهٗ، وَلَا يَعۡلَمُ لِلّٰهِ فِيۡهِ حَقًّا، فَهٰذَا بِأَخۡبَثِ الۡمَنَازِلِ۔ 4) وَعَبۡدٍ لَمۡ يَرۡزُقۡهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَا عِلۡمًا فَهُوَ يَقُوۡلُ: لَوۡ أَنَّ لِيۡ مَالًا لَعَمِلۡتُ فِيۡهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ، فَهُوَ بِنِيَّتِهٖ فَوِزۡرُهُمَا سَوَاءٌ۔ (جامع ترمذی، حدیث: 2325) خلاصہ یہ کہ دنیا میں چار طرح کے لوگ ہیں:

1) ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی عطا کیا ہے اور علم (دین) سے بھی نوازا ہے، وہ اپنے مال سے متعلق باری تعالیٰ سے ڈرتا ہے (اُس کی نافرمانی میں مال خرچ نہیں کرتا) اور صلہ رحمی کرتا ہے اور اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق تسلیم کرتا ہے تو یہ بندہ سب سے افضل مقام پر ہے (اس کا مال کمانا بھی شریعت کے مطابق ہے اور اُسے خرچ کرنا بھی)۔

2) دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا، مگر مال نہیں دیا، اس کی نِیَّت سچی ہے اور وہ کہتا ہے کہ اگر اللہ کریم مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مَیں فلاں کی طرح عمل کرتا (اُس کی طرح کارہائے خیر میں مال خرچ کرتا) تو اِسے اِس کی نِیَّت کے مطابق ثواب دیا جائے گا اوران دونوں کا ثواب برابر ہے۔

3) تیسرا وہ شخص ہے جسے اللہ عزّوجلّ نے مال عطا فرمایا، مگر وہ علم سے محروم ہے، وہ اپنا مال علم کے بغیر خلط ملط کرتا اور گناہ کے کاموں میں خرچ کرتا ہے، مال کے معاملے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا، نہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اپنے مال میں اللہ کا حق تسلیم کرتا ہے، یہ بدترین درجے میں ہے (اس کا مال بہت سے گناہوں کا ذریعہ ہے)۔

4) اور چوتھا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال عطا فرمایا اور نہ ہی اُس کے پاس علم ہے، وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو مَیں بھی فلاں کی طرح عمل کرتا (اُس کی طرح نافرمانی میں مال خرچ کرتا)، تو یہ اُس کی نیت کے ساتھ ہے، ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔

مومن کے دل میں بہت زیادہ مچلنے والی آرزوؤں میں سے ایک "زیارتِ حرمین" کی تمنا بھی ہے، نہ جانے کتنی آنکھیں اِس تمنا کی بر آوری کے لیے اشکبار رہتی ہیں اور نہ جانے کتنے دل یہ آرزو پوری ہونے کی حسرت میں بے قرار رہتے ہیں۔ نیازی علیہ الرحمہ نے کہا:

اِس آس پہ جیتا ہوں کہہ دے کوئی یہ آکر
چل تجھ کو مدینے میں سرکار بلاتے ہیں

درجِ بالا حدیث پاک کے مطابق جو دل میں زیارتِ حرمین کی سچی آرزو رکھتا ہے، مگر اسباب فراہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ تمنا پوری نہ کر سکا، روزِ قیامت اِسے حج کیے بغیر ہی حاجی جتنا اجر عطا کیا جائے گا۔

یہ بھی مشاہدہ ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے مبارک گھر اور جانِ رحمت ﷺ کے روضۂ مقدسہ کو دیکھنے کی سچی تڑپ ہوتی ہے اور وہ تصورات کی دنیا میں اِس سفر کی تیاریاں کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کے اعمال بھی سنورنے لگتے ہیں اور روحانی کیفیات میں بھی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

گزشتہ سال کی طرح اِمسال بھی سعودی حکومت نے کرونا وائرس کی بنیاد پر بیرونِ ملک سے آنے والے حاجیوں کو اِس مبارک سفر کی اِجازت نہیں دی۔ نہ جانے کتنے عشاق اس پابندی میں یہ حسرت دل میں لیے دنیا سے رخصت ہو جائیں گے!

اگرچہ اِس سال ہم میں سے کوئی زیارتِ حرمَین شریفَین کی سعادت تو نہیں پارہا، تاہم اِس زیارت کا شوق مزید بڑھانے کے لیے آج کے خطبہ میں حج سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

ثواب و پیغامِ حج

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے ایک سائل کو افعالِ حج کا ثواب بتایا، اُس میں یہ جملہ بھی تھا: فَإِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ تَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ لَا تَضَعُ نَاقَتُكَ خُفًّا، وَلَا تَرْفَعُهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَكَ بِهِ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْكَ خَطِيئَةً۔ مفہوم یہ ہے کہ "جب تم بیت اللہ شریف کا اِرادہ کر کے اپنے گھر سے نکلتے ہو تو قدم قدم پر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے نیکی بھی لکھتا ہے اور گناہ بھی معاف فرماتا ہے۔" (مسند البزاز، حدیث: 6177)

دیگر بہت سی احادیث مبارکہ میں نبی رحمت ﷺ نے حج کی فضیلتیں بیان فرمائیں۔ ان فضائل کے ساتھ ساتھ حاجی کو حرم شریف بلا کر باری تعالیٰ کی طرف سے کچھ تربیت بھی عطا کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اہم اُمور جو شریعت مطہرہ عملی طور پر حاجی کو سکھاتی ہے وہ صرف حاجی کے لیے ہی نہیں، بلکہ ہر مسلمان کے لیے مینارۂ نور ہیں۔ مثلاً اِس موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمانوں میں ہر طرح کا فرق مٹا کر اُمت کی وحدت کا درس دیا جاتا ہے، احرام کے ذریعے اپنے کفن کو یاد کرنے کا ذہن بنایا جاتا ہے، مختلف مناسک کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی یادیں تازہ کر کے اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کا اہتمام سکھایا جاتا ہے۔

شریعت کو عقل پر مقدم رکھنا

حج میں عملی طور پر حاجی کو جو تعلیمات دی جاتی ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کبھی بھی عقل کو شریعت کے مقابلے میں نہ رکھنا۔ ہمارے دور کا ایک بڑا فتنہ "عقل پرستی" ہے۔ ہر شخص اپنی عقل کو حرفِ آخر سمجھتا ہے، جو کچھ اُس کی عقل میں آئے وہ سمجھتا ہے کہ یہی صحیح اور فائدہ مند ہے باقی سب کچھ فضول ہے، حتیٰ کہ خود کو زیادہ عقلمند سمجھنے والے ایسے احمق بھی دکھائی دیتے ہیں جو شریعت کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں اور قرآن و سنت کے واضح احکامات کے خلاف اپنا فلسفہ جھاڑ رہے ہوتے ہیں۔

حاجی کی تربیت: سفر حج میں حاجی کی یہ تربیت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عقل عطا کی ہے اِس کا فیصلہ حتمی نہیں، حتمی فیصلہ شریعت کا ہے۔ حاجی کا یہ ذہن بنایا جاتا ہے کہ اگرچہ شریعت مبارکہ کا ہر حکم کئی حکمتوں پر مبنی ہے، مگر مجھے کسی شرعی حکم پر عمل کرنے کا فائدہ سمجھ آئے یا نہ آئے، کرنا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ روانگی سے لے کر واپسی تک حج کے بہت سے مناسک ایسے ہیں کہ جنہیں ظاہر بیں انسان کی عقل نہیں سمجھ پاتی۔ مثلاً:

- کوئی شخص مناسب موسم میں حرم شریف کے اندر موجود ہے، مگر ابھی وہ دن نہیں آئے جن میں مصطفیٰ کریم ﷺ نے حج کے مناسک ادا فرمائے تھے، تو وہ حج نہیں کر سکتا۔ حج خاص دنوں میں ہی ہو گا، اگرچہ اُس وقت موسم کتنا ہی ناساز کیوں نہ ہو۔

- عمدہ ترین لباس موجود ہونے کے باوجود کفن نُما دو چادریں پہن لینا۔
- پتھروں سے بنے ایک گھر (کعبہ شریف) کے گرد دیوانہ وار چکر لگانا۔
- بے جان پتھروں کو بوسہ دینا اور بوسہ ممکن نہ ہونے کی صورت میں حجر اسود کی طرف اِشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لینا۔
- وہ حرم جہاں جلالِ الٰہی کے باعث سر اُٹھانے کی جرأت نہیں ہوتی وہاں "رَمَل" کرتے ہوئے اکڑ کر چلنا۔
- بغیر کسی جلدی کے صفا مروہ کے درمیان خاص جگہ پر دوڑنا، اگرچہ کتنا ہی بڑا عہدے دار کیوں نہ ہو۔
- بعض اوقات سخت سردی کے باوجود مزدلفہ میں کھلے آسمان کے نیچے رات گزارنا۔
- شدید گرمی کے باوجود عین دوپہر کے وقت میں لاکھوں لوگوں کا عرفہ میں جمع ہونا۔
- فرصت کے باوجود ایک نماز کو دوسری کے وقت میں ادا کرنا۔
- شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اُس کی نشانی کے طور پر بنائے گئے بے جان ستونوں کو لاکھوں لوگوں کا پتھر مارنا۔

اگرچہ ان سب اعمال پر عظیم ثواب کا وعدہ بھی ہے اور اِن میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں، مگر وہ دیہاتی جسے ان اعمال کا پس منظر معلوم ہی نہیں، یا وہ شخص جسے پس منظر معلوم تو ہے مگر ذہن میں اُس کا تصور حاضر نہیں، وہ بھی یہ سارے کام کرتا ہے۔ یہ مناسکِ حج ہر چیز کو "سائنس کی عینک" لگا کر دیکھنے والے کم فہموں اور ہر بات کو "عقل کے ترازو" پر پرکھنے والے بے عقلوں کو پیغام دیتے ہیں کہ "اِسلام" عقل پرستی کا نام نہیں، سر جھکانے کا نام ہے۔ "ایمان" سائنس دان بننے کا نام نہیں، دل و نگاہ کو مصطفیٰ کریم ﷺ کے فرشِ راہ کرنے کا نام ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا:

عقل قُرباں کُن به پیشِ مصطفٰی
حَسْبِیَ اللّٰه گو که اللّٰه ام کَفٰی

عقل کی حیثیت: عقلِ انسانی ایسی عظیم نعمت ہے جس کا درست استعمال کر کے صرف دنیا ہی نہیں، بلکہ آخرت کی کامیابی بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ باری تعالیٰ نے قرآن مجید سے نفع اُٹھانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. "عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔" [البقرۃ 2:269] مگر اِس بات سے ہرگز اِنکار نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اُس کی حکمتوں کا اِحاطہ نہیں کر سکتی۔

حقیقت میں عقلمند وہی ہے جو اپنی عقل کو اُس کی حیثیت میں رکھے، اِس کے ذریعے نظامِ قدرت میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش تو کرے، مگر اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اُس کے احکام کے مقابلے میں نہ لائے۔ جیسے سونا تولنے کے چھوٹے سے ترازو پر بھاری بھر کم چیز تولنے کی کوشش کی جائے تو ترازو کا کباڑ ہو جاتا ہے، اِسی طرح اِس کمزور عقل کو اللہ تعالیٰ کی

حکمتوں کے مقابلے میں لانے سے یہ پاش پاش ہو جاتی ہے اور اپنے تئیں بڑا عقلمند بننے والے کو لے ڈوبتی ہے۔ اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور　　چراغِ راہ ہے، منزل نہیں ہے

سرِ تسلیم خم کرنا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا. "اور کسی بھی مسلمان مرد اور عورت کے لیے یہ نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی ہو، اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بے شک وہ صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔" (الاحزاب 36:33)

مزاجِ صحابہ: حضرت اُمیّہ بن خالد رحمہ اللہ تعالی نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے پوچھا: "قرآن کریم میں مقیم کی نماز اور نمازِ خوف کا ذکر تو ہمیں ملتا ہے، مگر نمازِ سفر کا ذکر نہیں ملتا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہ جواب دیا جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا: «يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا يَفْعَلُ.» "بھتیجے! ہم تو کچھ بھی نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین سکھانے کے لیے ہماری طرف اپنے حبیب ﷺ کو مبعوث فرمایا، لہٰذا ہم ویسے ہی کرتے ہیں جیسے سرکار ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔" (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 946)

اگرچہ قرآن کریم میں نمازِ سفر کا ذکر ہے، مگر سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے جواب میں آیت نہیں پڑھی، بلکہ بعد والوں کی تربیت فرمائی کہ قرآن کو سنتِ نبوی سے جدا کر کے نہ سمجھنا، دین وہی ہے جو مصطفیٰ کریم ﷺ نے عطا کیا ہے۔

عاشقاں راچِہ کار با تحقیق　　ہر کُجا کہ نامِ اُوست قُربانیَم

(عاشقوں کا کام اپنی عقل پر پرکھ کر تحقیق کرنا نہیں ہے، جہاں بھی محبوب کا نام آتا ہے ہم سر جھکا دیتے ہیں اور قربان ہو جاتے ہیں)

عقل پرستوں کا انجام: حجۃ الوداع میں عرفہ سے مزدلفہ تک سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھنے کا شرف پایا۔[1] سیدنا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما کے انتظار میں عرفہ سے مزدلفہ روانگی کو مؤخر فرمایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو اُن کی ظاہری شکل وصورت دیکھ کر کچھ یمنی کہنے لگے: إِنَّمَا حُبِسْنَا مِنْ أَجْلِ هٰذَا (ہوں! اِس کی وجہ سے ہمیں روکے رکھا تھا)۔[2] سیدنا عروہ رضی اللہ تعالی عنہ فرمایا کرتے:

---

[1] أَنَّ أُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ. (صحیح بخاری: 1544)

[2] جس "زید" رضی اللہ تعالی عنہ کو کل مکہ کے بازار میں غلام بنا کر بیچا جا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں اِتنی عزت سے نوازا کہ آج اُن کے بیٹے کے لیے بڑے بڑے سردار رُکے ہوئے ہیں، اُسامہ آئیں گے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھیں گے، حضور ﷺ کی سواری چلے گی تو قافلہ مزدلفہ کی طرف روانہ ہو گا۔

فَلِذٰلِكَ كَفَرَ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ أَجْلِ ذَا۔ مفہوم یہ کہ اُنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو اپنی عقل کے ترازو پر تولتے ہوئے اہم نہیں سمجھا تھا، اِسی کی نحوست تھی کہ سرکار ﷺ کے وصال کے بعد دورِ صدیقی میں اہل یمن مرتد ہوگئے اور اللہ تعالی نے اُن کا ایمان ردّ کر دیا۔(الطبقات الکبری لابن سعد،التاریخ الکبیر،سیر أعلام النبلاء،الإستیعاب،تہذیب الکمال)

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب

گاہ بحیلہ می بُرد گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب، عشق کی انتہا عجب

اگر کوئی شہری کسی ملکی قانون کی خلاف ورزی کرے اور کہے "یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے، لہٰذا مَیں اِس پر عمل نہیں کروں گا" تو لوگ اسے احمق اور دیوانہ قرار دیں گے۔ ملکی قانون جو ہم جیسے انسانوں نے بنایا ہے، وہ سمجھ میں نہ آئے تو بھی اس کی تعمیل ضروری ہے، کتنا احمق ہے وہ شخص جو اللہ تعالی اور اُس کے رسول ﷺ کے بنائے ہوئے قوانین اپنی عقل پر تولے۔ عقل مند وہی ہے جو کہے: اگرچہ ہماری ناقص عقل حکمت اور فائدہ کو نہ سمجھ سکے لیکن حکم دینے والا حکیم و علیم و خبیر ہے تو اِسی پر عمل میں فائدہ ہے۔

خاندانی تشدد بل

شریعت مطہرہ نے زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق مکمل راہ نمائی عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی سکھائے ہیں اور اُس کے بندوں کے حقوق بھی۔ اسلام جہاں عبادت کا طریقہ تعلیم فرماتا ہے، وہیں گھر اور ملک کا نظام چلانا بھی سکھاتا ہے۔

گھر کا سربراہ اپنے اہل و عیال کے حقوق پورے نہ کرے اور اُن پر ظلم کرے تو قاضی یا حاکم کو کیا کرنا چاہیے؟ اِس کی تفصیل بھی موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر گھر کے افراد میں سے کوئی بے راہ روی شکار ہو اور اپنی کم فہمی کے سبب غلط راستے پر چل نکلے تو گھر کے سربراہ کو نہ صرف یہ حق دیا گیا ہے، بلکہ اُس پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ بہتر طریقے سے اِصلاح کرے اور ضروری ہو تو شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مناسب سزا بھی دے۔ نہ تو ایسا ہے کہ سربراہ کو کھلی چھٹی دی گئی ہو کہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ جیسا چاہے سلوک کرے، اور نہ ہی ایسا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال سے اچھے اور برے کے بارے میں پوچھ گچھ ہی نہ کر سکے۔[1]

---

[1] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ لَهُمْ أَدَبٌ» (المعجم الکبیر، حدیث:10671)
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ» (سنن ابوداود، حدیث:459)

حدیث پاک میں فرمایا گیا: «كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ..» یعنی "تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اُس کی رعیت (ذمہ داری اور ماتحتوں) کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم پوری رعایا کا ذمہ دار ہے، اُس سے تمام رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا اور انسان اپنے گھر والوں کے بارے میں ذمہ دار ہے، اُس سے اپنے گھر والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 2751)

سبحان اللہ! کیسا حسین انداز ہے، نبی رحمت ﷺ نے ایک جملے: "اُس سے پوچھا جائے گا" کے ذریعے دونوں پہلوؤں پر راہ نمائی فرمادی۔ گھر کا سربراہ نہ تو یہ سمجھے میرے اہل وعیال جو چاہیں کریں، مجھے اِس سے کیا غرض؟ اور نہ ہی یہ اجازت ہے کہ جیسے چاہے سزا دے اور حق تلفی کرے۔ اُن کی تربیت بھی لازم ہے اور شرعی حدود کی پاسداری بھی ضروری ہے۔

گزشتہ دنوں پاکستان کے قانون ساز ادارے نے "خاندانی تشدد بل (Domestic Violence Bill)" کے عنوان سے ایک قانون پاس کیا ہے، اِس بل کے مطابق گھر کا سربراہ اپنے زیرِ کفالت بیوی، بچوں اور دیگر افراد کو اُن کے کسی اچھے، بُرے کام پر تنبیہ نہیں کر سکتا، ایسا کرے تو اُسے سزا دی جاسکتی ہے۔ قانون کے مطابق اگر:

- گھر کے کسی فرد کو جسمانی سزا دی گئی۔
- اُس کا خرچ بند یا کم کیا گیا (بل کے مطابق "معاشی تشدد" کیا گیا)۔
- گھر کا فرد سمجھتا ہے کہ اُس کی توہین یا تذلیل کی گئی ہے، یعنی اُسے ڈانٹ پڑی جسے وہ اپنی تذلیل سمجھتا ہے۔
- اُس کے نجی معاملات میں دخل اندازی کی جارہی ہے، اُس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا کر رہے ہو؟ کہاں گئے تھے؟
- یا اُس پر شک کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے وہ سمجھتا ہے کہ اُس کی تنہائی اور سکیورٹی متأثر ہو رہی ہے۔
- اُس کی نگرانی کی جارہی ہے۔
- اُسے جسمانی تکلیف پہنچانے کی دھمکی دی گئی ہے (سربراہ نے اُسے یہ کہہ دیا کہ میں تمہاری پٹائی کروں گا)۔ وغیرہ

تو ایسا کرنے یا کہنے والے شخص کو چھ ماہ سے تین سال تک قید اور بیس ہزار سے ایک لاکھ تک جرمانہ ہو سکتا ہے۔[1]

ظاہر ہے کہ یہ قانون اسلامی تعلیمات اور مشرقی اقدار کے خلاف ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر اولاد بگڑ رہی ہے اور والدین اُن کی اصلاح کے لیے کوئی قدم اٹھاتے ہیں، حتی کہ ڈانٹنے یا خرچ بند کرتے ہیں تو اولاد اپنے والدین کو مجرم بنا کر کورٹ میں لے جائے گی۔ میاں، بیوی کے درمیان ناچاقی ہوتی ہے تو خاندانی سطح پر اُسے حل کرنے کے بجائے شوہر کو جیل بھیج دیا جائے گا۔

---

[1] قانون کا متن پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1ifK-JxJ86zPNUx5p572zd8O9QhzIDQcR/view?usp=sharing
اردو میں ترجمہ پڑھنے کے لیے کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1goVfpHHSpdBYc9L0MdI5DtyEH3F-p8y3/view?usp=sharing

ابھی ذکر ہوا کہ شریعت والد یا شوہر کو کھلی چھٹی نہیں دیتی، نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ''اُس سے پوچھا جائے گا''، مگر شریعت اولاد یا بیوی کو اس طرح آزاد نہیں چھوڑتی کہ اُنھیں برے راستے سے روکنے والا ہی کوئی نہ ہو۔ اِس طرح کے قوانین باہر سے تیار ہو کر آتے ہیں کہ ہمارے نمائندے اُن پر غور کیے بغیر اُنھیں منظور کر کے بعد میں سوچتے ہیں کہ ایسا کرنا چاہیے تھا یا نہیں؟

ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ قانون فوری طور پر واپس لیا جائے اور شریعت کے عطا کردہ احکام نافذ کیے جائیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جانِ رحمت ﷺ کا ارشاد نقل کیا، جس کے آخر میں یہ جملہ بھی ہے: وَمَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَيَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ۔ یعنی ''جب مسلم حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کو اختیار نہ کریں تو اللہ ان کو آپس کی جنگوں میں مبتلا کر دے گا۔'' (سنن ابن ماجہ، حدیث:4019)

حج کس پر فرض ہے؟

ہر وہ عقل مند، بالغ مسلمان جس کے اعضا سلامت ہوں اور اُس کے پاس بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ اتنا مال ہو کہ کرایہ اور واپسی تک کے لیے گھر والوں کو درمیانے درجے کا خرچ دے سکے، اُس پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے، حتی کہ اگر ضرورت سے زیادہ چیزیں بیچ کر حج کر سکتا ہو تو ایسا کرنا بھی لازم ہے۔[1]

اگر ہمارے اندر یہ شرائط پائی جاتی ہیں تو آئندہ سال حج کا پختہ ارادہ رکھنے کے ساتھ اُس کی تیاری کرنی چاہیے۔

نوٹ: جس شخص پر حج فرض ہے، مگر وہ موجودہ صورتِ حال کے سبب حج پر نہ جا سکا، بعد میں وہ شخص حج پر جانے سے معذور ہو گیا اور یہ عذر ختم ہونے کی اُمید نہیں، تو اُس پر حجِ بدل کرانا یا اِس کی وصیت کرنا لازم ہے۔[2]

عشرۂ ذی الحجہ

ویسے تو تمام دن، ہفتے، مہینے اور سال اللہ تعالیٰ کے ہی بنائے ہوئے ہیں، مگر بعض دنوں اور راتوں کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اُن میں عبادت و فرماں برداری پر بارگاہِ الٰہی سے زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ذی الحج کے پہلے دس دن اور راتیں بھی اِنہی ایام

---

[1] اگر مکہ شریف تک شرعی سفر کی مقدار ہو تو عورت کے لیے اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھی۔

[2] حج بدل سے متعلق مزید معلومات کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.dawateislami.net/islamicportal/ur/farzuloom/hajj-e-badal-k-sharait

ولیالی سے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْفَجْرِ o وَلَيَالٍ عَشْرٍ. "اور اِس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔" [الفجر 89:1،2] سیدنا عبد اللہ بن عباس اور دیگر متعدد اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ اِن "دس راتوں" سے مراد ذی الحجّہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللهِ أَنْ يُتَعَبَّدَ لَهُ فِيهَا مِنْ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ یعنی "ذوالحجہ کے پہلے دس دن اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اِن میں ہر ایک دن کا روزہ سال بھر کے (نفلی) روزوں کے برابر ہے، اور ہر ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث:758) دوسری روایت میں ہے: فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّحْمِيدِ یعنی "اِن دنوں اور راتوں میں کلمۂ طیبہ، "أَللهُ أَكْبَر" اور "أَلْحَمْدُ لِلّٰه" کثرت سے پڑھو۔" (مسند احمد، حدیث:5446۔ شعب الایمان، حدیث:3474)

حجامت سے اجتناب

ان شاء اللہ تعالیٰ آج یا کل ذی الحج کا چاند طلوع ہو جائے گا۔ اس حوالے سے ایک مسئلہ ذہن نشین ہونا چاہیے۔ اُمّ المؤمنین سیدہ اُم سلَمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے سرتاج ﷺ سے روایت کرتی ہیں: «إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔» یعنی "جب ذی الحج کا چاند نظر آجائے تو جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہے وہ حجامت اور ناخن تراشنے سے اجتناب کرے۔" (صحیح مسلم، حدیث:5234)

حجامت اور ناخن تراشنے سے اجتناب مستحب ہے تاکہ حاجیوں سے قدرے مُشابہت ہو جائے کہ وہ لوگ اِحرام میں حجامت نہیں کرا سکتے۔۔۔ جو قربانی نہ کر سکے وہ بھی اس عَشَرہ میں حجامت نہ کرائے، بقرہ عید کے دن بعدِ نمازِ عید حجامت کرائے تو ان شاء اللہ (قربانی کا) ثواب پائے گا۔ (مرآۃ المناجیح، از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، ملخصًا)

اللہ تعالیٰ رحمتِ عالم ﷺ کے طفیل اُمّتِ مسلمہ پر رحمت فرمائے، ہم سب کو زیارتِ حرمَین شریفَین سے مشرف فرمائے اور شریعت پر عمل کر کے دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبیّ الکریم ﷺ